Lesson 4: At-Tawbah (Ayaat 38- 52):Day 13 سُوۡرَةُ التَّوبَة کی تفسیر

سبق کا خلاصہ؛ آج کا سبق ہمیں سکھاتا ہے کہ اچھے دنوں میں اللہ کی پکار پر لبیک کہنا تو آسان ہے لیکن جب حالات ناساز گار ہوں تو ہمارا رویہ کیسا ہونا چاہئیے؟ یہ سورۃ ہمیں صحیح فیصلے کرنے سکھا رہی ہے۔ کہ حالات کیسے ہی کیوں نہ ہوں، اللہ کے فیصلوں کو خوشدلی سے قبول کریں۔ اور دین کی پکار پر فوراً لبیک کہیں۔

بعض اوقات مشکل حالات کا کہہ کر ہم غلط فیصلہ کر لیتے ہیں۔ ناساز گار حالات انسان کو وہ نقصان نہیں پہنچاتے جو غلط فیصلے پہنچاتے ہیں۔

آج کے سبق میں غزوۂ تبوک کا ذِکر ہے۔ پچھلی آیات اس غزوے کی تمہید تھیں۔

اللہ کے نبیؐ کے مدنی دَور کے چھ سال پورے ہوئے۔ آپ ﷺ نے عمرے کا ارادہ فرمایا، آپؐ کے ساتھ صحابہ کرامؓ بھی تھے۔ سرداران مکّہ نے آپؐ کو حدیبیہ کے مقام پر روک دیا۔ وہیں صلح حدیبیہ کے نام سے معاہدہ ہوا۔ اُس کی ایک شرط یہ تھی کہ آپؐ اور صحابہ کرامؓ اس سال عمرہ نہیں کر سکیں گے۔ وہ واپس آ گئے۔ ایک دوسری شرط یہ تھی کہ مکہ اور مدینہ والوں کی دس سال تک آپس میں جنگ نہیں ہو گی۔

یہاں یہ بات نوٹ کریں کہ اللہ کے نبیؐ کو دس سال تک کی مہلت مل گئی تھی کہ آرام سے بیٹھ جاتے۔ اور مدینہ ہی میں تبلیغ کا کام کرتے رہتے۔ مشن کی تکمیل ہو گئی تھی۔ آپؐ کو مشرکینِ مکہ سے اطمینان تھا۔

آپؐ نے اب دین کو پھیلانے کا کام شروع کر دیا۔ ایک سچا ایمان والا آرام سے نہیں بیٹھتا۔ اُس کی ہمیشہ کوشش ہوتی ہے کہ اللہ کے دین کو دوسروں تک کیسے پہنچاؤں۔

دوسروں کی خیر خواہی کے لئے بے چین رہتا ہے۔ اسی کو تقویٰ کہتے ہیں۔

یعنی اب کیا کروں۔ پھر اللہ سے دعا کرتے رہیں کہ یا اللہ مجھے ہدایت اور تقویٰ عطا فرما۔ آمین

پھر انسان اپنا محاسبہ کرنے کے ساتھ اللہ کے دین کے لئے بھاگ دوڑ شروع کر دیتا ہے۔

پھر اللہ کے نبیؐ نے اپنے کاتب سے اسلام کی دعوت کے خطوط لکھوائے۔ پھر آپؐ نے وہ خطوط مختلف حکمرانوں اور بادشاہوں کو بھجوائے۔

(ہر انسان سے اُس کی حیثیت کے مطابق پوچھ ہو گی کہ اُس نے دین کو پھیلانے اور دین کی خدمت کے لئے کیا کوششیں کیں)

آپؐ نے ایک خط شام (بصرہ) بھی بھجوایا۔ اُس کا حکمران اس وقت شرحبیل تھا۔ یہ رومن حکومت کا باجگزار تھا (عیسائی)۔ حارث بن عمیرؓ کے ہاتھ یہ خط بھیجا گیا۔ ہمیشہ سے یہ اُصول رہا ہے کہ پیغام لانے والے سفیر اور ایلچی کی جان، مال اور عزت کو تحفظ دیا جاتا ہے۔

اگر کوئی کسی سفیر کو تکلیف دیتا تو یہ جنگ کا اعلان ہوتا۔ شرحبیل نے حضرت حارث کو شہید کر دیا۔

اللہ کے نبیؐ کو بہت دُکھ اور افسوس ہوُا۔ آپؐ نے زید بن حارثہ کے ساتھ تین ہزار صحابہ کرامؓ کو اُس شرحبیل کے ساتھ جہاد کے لئے بھیجا۔ یہ لشکر موتہ کے مقام پر تھا۔ وہاں ایک لاکھ رومی فوجی موجود تھے۔ مسلمان صرف تین ہزار تھے۔ یعنی ایک مسلمان کے سامنے 33 رومی فوجی تھے۔ رومی فوج جنگی اسباب اور اسلحے سے لیس تھے۔

(یہاں سے یہ سبق بھی سیکھ لیں کہ مسلمان ہمیشہ کم ہوتے ہیں۔ جنگی ساز وسامان بھی کم ہوتا ہے لیکن وہ اللہ پر بھروسہ کر کے نکلتے ہیں۔ آج بھی ہم یہ بہانہ نہیں کر سکتے۔ کہ ہمارے پاس اسلحہ یا اسباب کم ہیں۔)

یہ فوج ہر قل نے بھیجی تھی۔ اب اُس نے ایک لاکھ فوج اور بھیج دی۔

اَب صحابہ کرامؓ نے مشورہ کیا، شرعاًاُن کے لئے یہ جائز تھا کہ وہ اپنی فوجیں واپس لے آتے۔ کیونکہ ایک کا66 سے مقابلہ دیکھنے میں ایک ناممکن کام لگتا ہے۔ لیکن ایسے موقع پر ایک صحابیؓ نے کہا کہ ہم تو شہادت کے لئے آئے ہیں۔

شہادت ہے مقصود و مطلوب مومن۔ نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

ہمیں ہارنے کا کوئی ڈر نہیں۔ اس لشکر کی کمانڈ زید بن حارثہ کے ہاتھ میں تھی۔ اللہ کے نبیؐ اُن سے بہت محبت کرتے تھے۔ وہ نبی پاکؐ کے لاڈلے تھے۔ آپؐ نے جانے سے پہلے ہدایات دی تھیں کہ اگر زید بن حارثہ شہید ہو گئے تو پھر جعفرؓ لیڈر ہونگے اگر اُن کو کچھ ہوا تو عبداللہ بن رواحہ لیڈر ہونگے۔

اللہ کے نبیؐ کے اس فرمان پر جانے سے پہلے لوگ اُن سے لپٹ لپٹ کر رو پڑے۔

جمادی الاولیٰ آٹھ ہجری موتہ کے مقام پر جنگ شروع ہوئی۔ جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ ساتھ تھے۔

(ہم اپنا محاسبہ کریں۔ صحابہ کرامؓ کا ایمان دیکھیں۔ ہم چھوٹی چھوٹی بات پر کہہ دیتے ہیں کہ ہم سے یہ نہیں ہوتا۔ یا میرے سر میں درد ہے۔ یا میری آج طبیعت خراب ہے۔)

غزوۂ موتہ کا شمار اسلام کے فیصلہ کن معرکوں میں ہوتا ہے یہ جنگ روم کے عیسائیوں کے خلاف لڑی گئی اس میں آپ ﷺ نے تین سپہ سالاروں کو مقرر کیا لیکن وہ تینوں شہید ہو گئے تو مسلمانوں کو انتہائی پسپائی اور شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ تو اس صورت حال میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اسلامی فوج کی قیادت سنبھالی اور مسلمانوں کو جمع کر کے رومیوں کو شکست سے دوچار کیا۔

(تین لیڈر فوت ہو گئے لیکن صحابہ کرامؓ ثابت قدمی سے وہیں موجود رہے)۔

حضرت زید بن حارثہ جعفر طیار عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم بڑی بہادری سے لڑے اور یکے بعد دیگرے شہید ہو گئے ان کے شہید ہونے کا منظر حضور علیہ الصلوۃ والسلام مدینہ میں بیٹھ کر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اور ساری صورتحال صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بیان فرما رہے تھے

نتیجہ: اس جنگ کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب زید بن حارثہ، جعفر طیار اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم شہید ہو گئے تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ لشکر کے امیر بن کر لڑے اس دن ان کی نو تلواریں ٹوٹیں۔ خالد بن ولید نے کمان سنبھال لی۔ وہ مسلمان لشکر کو پیچھے پیچھے کرنے لگے۔ کافر فوجی ڈر گئے کہ شائد ان کو پیچھے سے مدد آ رہی ہے اور یہ ہمیں صحرا میں لے جا کر مار دینگے۔ وہ ڈر کر بھاگ گئے۔ بالآخر لشکرِ کفار پسپا ہو گیا۔ خالد بن ولیدؓ بہترین سپہ سالار تھے۔ اُن کی جنگی حکمتِ عملی بھی لاجواب تھی۔

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں۔

اور یہ مسلمانوں کی فتح تھی کہ دو لاکھ کی کافروں کی فوج کے مقابلے میں صرف بارہ مسلمان شہید ہوئے اور کافروں کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔

یہ جنگِ موتہ یا جنگ یرموک کا واقعہ ہی تھا کہ پیاسے زخمی کے پاس پانی کا پیالہ لایا گیا تو انہوں نے کہا میرے ساتھ والے بھائی کو دے دو۔ ساتھ والے نے کہا کہ میرے ساتھ والے کو دے دو۔ اس طرح سب شہید ہو گئے۔ یہی دینی بھائی کی محبت ہے۔

جنگِ موتہ سے مسلمانوں کی دھاک بیٹھ گئی۔

اللہ کے نبیؐ کو علم ہوُا کہ کہ روم نے بھی اس جنگ میں مدد دی تھی۔ تو آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو جہاد کی تیاری کا حکم دیا۔ عام طور پر اللہ کے نبیؐ اتنا کھلے عام جنگ کا اعلان نہیں کرتے تھے بلکہ جنگی راستے بھی نہیں بتاتے تھے اور بہت حکمتِ عملی سے کام لیتے تھے۔ لیکن غزوۂ تبوک کے لئے علی الاعلان تیاری ہونے لگی۔

تمام وسائل جمع ہونے لگے۔ اللہ کے نبیؐ نے فرمایا کہ وہ خود بھی اس جنگ میں جائینگے۔ تمام اسباب جمع ہونے لگے۔

تبوک کا مقام مدینہ سے شمال کی جانب تقریباً 350 میل کے فاصلے پر ہے۔ حجاز کا آخری شہر ہے۔ مسلم ملکوں کی باؤنڈری تھی۔ جنگ کے قابل ہر شخص پر جہاد کے لئے نکلنا فرض تھا۔

عام حالات میں جہاد پر نکلنا فرض کفایہ ہے۔ یعنی اگر کچھ لوگ نہیں بھی جاتے تو گناہ نہیں۔ لیکن جب مسلم حکمران سب کا نکلنا فرض کر دے تو پھر فرضِ عین بن جاتا ہے۔

(سخت امتحان۔ شدید گرمی۔ فصلیں تیار کھڑی تھیں۔ اگر پھل وقت پر نہ اُتارا جائے تو خراب ہو جاتا ہے۔ قحط کا حال۔ طویل صحرائی سفر۔ وقت کی سُپر پاور سے مقابلہ۔ سواری اور اسباب موجود نہیں۔ اس وقت نکلنے کا مطلب تھا کہ اپنے آپ کو شہادت کے لئے پیش کر دو۔)

سخت اور کڑی آزمائش کا وقت۔ محبت کا امتحان۔ اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کا ثبوت۔

تین گروہ وجود میں آ گئے۔

1. فوراً تیار ہونے والے السابقون الاولون۔
2. منافقین۔ جو ابھی تک کھل کر سامنے نہیں آئے تھے۔ منافقتین کی حرکتیں اور پراپیگنڈے (قرآن نے اُن کے جملے تک دہرا دیئے۔ انہوں نے اپنی باتوں اور تنقید سے اللہ کے نبیؐ کو تکلیف دی اور مسلمانوں کی حوصلہ شکنی کی)۔ انہوں نے عُذر تلاش کیے۔ بہانے بنائے۔ کچھ منافقین ساتھ چل پڑے تا کہ ساتھ ساتھ مسلمانوں پر باتیں بنا سکیں۔
3. یہ مخلصین کا گروہ۔ تین لوگ تھے۔ جنہوں نے سوچا بعد میں چلے جائینگے لیکن سُستی کی وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہوئے۔

اس وقت ہم قرآن کی اُس چوٹی پر ہیں جہاں سے اسلام کی سمجھ آتی ہے۔

رومیوں سے جنگ کی تیاری کا اعلان:

یہ معاملہ طے کر لینے کے بعد آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اعلان فرمادیا کہ لڑائی کی تیاری کریں۔ قبائل عرب اور اہلِ مکہ کو بھی پیغام دیا کہ لڑائی کے لیے نکل پڑیں۔ آپ ﷺ کا دستور تھا کہ جب کسی غزوے کا ارادہ فرماتے تو کسی اور ہی جانب کا توریہ کرتے۔ لیکن صورت حال کی نزاکت اور تنگی کی شدت کے سبب اب کی بار آپ ﷺ نے صاف صاف اعلان فرمادیا کہ رومیوں سے جنگ کا ارادہ ہے تاکہ لوگ مکمل تیاری کر لیں۔ آپ ﷺ نے اس موقع پر لوگوں کو جہاد کی ترغیب بھی دی۔ اور جنگ ہی پر ابھارنے کے لیے سورۂ توبہ کا بھی ایک ٹکڑا نازل ہوا۔ ساتھ ہی آپ ﷺ نے صدقہ و خیرات کرنے کی فضیلت بیان کی اور اللہ کی راہ میں اپنا نفیس مال خرچ کرنے کی رغبت دلائی۔

یہ اللہ کے نبیؐ کی آخری جنگ تھی۔

یہ مسلمانوں کا ٹیسٹ تھا۔

اسلامی لشکر تبوک میں:

اسلامی لشکر تبوک میں اُتر کر خیمہ زن ہوا۔ وہ رومیوں سے دو دو ہاتھ کرنے کے لیے تیار تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اہلِ لشکر کو مخاطب کرکے نہایت بلیغ خطبہ دیا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو دنیا اور آخرت کی بھلائی کی رغبت دلائی۔ اللہ کے عذاب سے ڈرایا اور اس کے انعامات کی خوشخبری دی۔ اس طرح فوج کا حوصلہ بلند ہو گیا۔ ان میں توشے، ضروریات اور سامان کی کمی کے سبب جو نقص اور خلل تھا وہ اس راہ سے پُر ہو گیا۔ دوسری طرف روم اور ان کے حلیفوں کا یہ حال ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی آمد کی خبر سن کر ان کے اندر خوف کی لہر دوڑ گئی۔ انہیں آگے بڑھنے اور ٹکر لینے کی ہمت نہ ہوئی۔ اور وہ اندرونِ ملک مختلف شہروں میں بکھر گئے۔ ان کے اس طرزِ عمل کا اثر جزیرہ عرب کے اندر اور باہر مسلمانوں کی فوجی ساکھ پر بہت عمدہ مرتب ہوا اور مسلمانوں نے ایسے ایسے اہم سیاسی فوائد حاصل کیے

کہ جنگ کی صورت میں اس کا حاصل کرنا آسان نہ ہوتا۔ اَیلَہ کے حاکم یحنہ بن روبہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر جزیہ کی ادائیگی منظور کی اور صلح کا پیغام دیا۔

غزوہ تبوک: رجب 9ھ (اکتوبر 630ء) میں یہ افواہ پھیلنے کے بعد کہ باز نطینیوں نے ایک عظیم فوج تیار کر کے شام کے محاذ پر رکھی ہے اور کسی بھی وقت حملہ کیا جا سکتا ہے، مسلمان ایک عظیم فوج تیار کر کے شام کی طرف تبوک کے مقام پر چلے گئے۔ وہاں کوئی دشمن فوج نہ پائی اس لیے جنگ نہ ہو سکی مگر اس علاقے کے کئی قبائل سے معاہدے ہوئے اور جزیہ ملنے لگا اور مسلمانوں کی طاقت کے چرچے عرب میں دور دور تک ہو گئے۔

اللہ سبحان و تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کی آزمائش کی اور وہ اس میں کامیاب ہوئے۔ اللہ کے نبیؐ نے ایسی ٹیم تیار کی کہ اُن کے بعد بھی اس شاندار ٹیم نے اللہ کا پیغام دُور دُور تک پہنچایا۔

تبوک میں نکل کر صحابہ کرامؓ نے ثابت کر دیا۔ کہ وہ اللہ اور رسولؐ کے حکم پر لبیک کہنے والا گروہ ہیں۔ اِن کو اللہ نے حزب اللہ قرار دیا۔ اللہ نے ان کو جنگ اور لڑائی کے بغیر ہی فتح عطا فرمائی۔

ہم اپنا محاسبہ کریں! اور سوچیں کہ اگر ہم اللہ کی راہ میں دین کی خدمت کے لئے نکلیں گے تو اللہ ہمیں انشاء اللہ ضائع نہیں کرے گا۔

مسلمانوں کو بہت سارے سیاسی اور معاشی فائدے ہوئے۔ مسلمانوں کی تبوک تک دھاک بیٹھ گئی۔

اللہ کے نبیؐ نے اُسامہؓ کو ہرقل کی طرف بھیجنے کا ارادہ کیا۔ وہ لشکر آپ کی وفات کے بعد ابو بکرؓ کے دَور میں روانہ ہوا۔ اور دو سال بعد عمرؓ کے دَور میں روم کو شکست ہوئی۔

عملی نقطہ۔ ہمارا کام ارادہ کرنا، کوشش کرنا اور اُٹھ کھڑے ہونا ہے۔ اللہ ہم سے بہترین کام لے گا۔ اللہ مدد کرے گا۔ بندۂ مومن کا ہر کام اللہ کرتا ہے۔ انشاء اللہ۔ دنیا کی زندگی پر آخرت کو ترجیح دیں۔